ملّی ٹائمز انٹر نیشنل

جلد ۷ شمارہ ۳ • خصوصی ضمیمہ مئی ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس وقت ہندوستانی مسلمان موت وحیات کی کشمکش سے دوچار ہیں۔ چہار طرف ہو رہے حملوں کا مقابلہ مشترکہ اور متحدہ جدوجہد کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے۔ گذشتہ دنوں ڈاکٹر راشد شاز نے عمائدین امت کو اس سنگین صورتِ حال کی طرف متوجہ کرتے ہوئے انھیں دعوت دی تھی کہ افراد امت اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود بنیادی امور پر مشترکہ موقف اختیار کریں اور مشترکہ اقدام کے لئے جلد از جلد ایک متحدہ قیادت کا ڈول ڈالیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یکے بعد دیگرے دینی اداروں کو تباہ کرنے کے بعد جب دشمن ہم پر ہاتھ ڈالے تو کوئی ہاتھ ہماری مدافعت میں نہ اٹھ سکے۔ اس مکتوب کا تمام ہی حلقوں میں خیر مقدم کیا گیا ہے۔ اب اس مہم کی اگلی منزل کے طور پر مکتوب ثانی ارسال کیا جارہا ہے۔ ملک گیر سطح پر سیکڑوں افراد سے رابطے کی وجہ سے ہمارے لئے شخصی طور پر خط لکھنا ممکن نہیں اس لئے گذارش ہے کہ اس مطبوعہ خط کو شخصی مراسلہ گردانتے ہوئے اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازیں۔ (ادارہ)

مکتوب۔ ۲

گرامی قدر رہنمایان ملت اور قائدات اسلام!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اس سے پہلے قائدین امت کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں آپ لوگوں کی خدمت میں ایک مکتوب روانہ کیا گیا تھا اس کا آپ لوگوں کی طرف سے جس والہانہ انداز سے استقبال کیا گیا ہے اس کے لیے ہم آپ تمام لوگوں کے شکر گزار ہیں۔ الحمد للہ! کہ امت میں حوصلہ منداور بے لوث اہل فکر کی آج بھی کمی نہیں اور آج بھی ایسے نفوس موجود ہیں جو امت کے اجتماعی مفاد کی خاطر اپنی انفرادی، گروہی اور مسلکی شناخت کو یکسر تج دینے پر نہ صرف یہ کہ آمادہ ہیں بلکہ اسے وقت کی اہم ترین ضرورت سمجھتے ہیں۔ الحمد للہ کہ ہمارے پہلے مکتوب کے جواب میں اہل فکر مسلمانوں، معروف دینی شخصیات اور مخلص علماء کی ایک بڑی تعداد نے لبیک کہا ہے اور ہمیں ہر طرح اپنے ممکنہ تعاون کا یقین بھی دلایا ہے۔ البتہ اب تک بعض معروف دینی جماعتوں نے اس سلسلے میں تعطل اور انتظار کی پالیسی روا رکھی ہے۔ اگلے مرحلہ میں ہمارے مختصر وفود ان دینی جماعتوں کے در پر دستک دیں گے اور اس بات کی ہر ممکنہ کوشش کی جائے گی کہ منت وسماجت کے ذریعہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے حوالے سے اور حالات کی سنگینی کا احساس دلاتے ہوئے ہم تمام ہی ملی جماعتوں اور شخصیات کو قائدین کانفرنس میں ضرور ہی کھینچ لائیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں میں کامیابی عطا فرمائے۔

اس بات سے اصولی طور پر تو شاید ہی کسی کو اختلاف ہو کہ پچیس کروڑ ہندوستانی مسلمان اپنے تمام تر گروہی اور مسلکی اختلاف کے باوجود ایک ہی رسول کی امت ہیں۔ ہم اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ہمارا مرنا اور جینا اسلام سے وابستہ ہے اور یہ کہ ۲۵ کروڑ ہندوستانی مسلمان اس ملک میں اور اس سے بھی آگے بڑھ کر پوری دنیا میں ایک عالمی نظام عدل کے قیام کا خواب دیکھتے ہیں۔ جب ہمارا ہدف ایک ہو، رسول ایک اور قرآن ایک ہو تو فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہی مقصد کے لئے کام کرنے والے لوگ آخر مشترکہ طور پر منظم ہو کر اس سمت میں بھرپور اقدام کیوں نہیں کرتے۔ بالخصوص ایک ایسی صورت حال میں جب ہمارے اہل فکر کی ایک بڑی تعداد اور امت کا جمہور حالات کی سنگینی سے پریشان ہو کر اتحاد اتحاد کی صدا بلند کر رہا ہو۔ قصہ یہ ہے کہ مخلصین کی ایک بڑی تعداد کی موجودگی کے باوجود گزشتہ پچاس برسوں سے اس امت کی قیادت پر نظام کفر نے یا تو اپنے آدمی بٹھا رکھے ہیں یا پھر چوٹی کے کفار ومشرکین نے بالواسطہ طور پر ہماری قیادت پر کنٹرول کر رکھا ہے۔ لہٰذا شمالی ہند میں اگر دیکھا جائے تو یہ بات بالکل عیاں

ہے کہ ہماری قیادت علیا پر ملائم سنگھ اور لالو یادو جیسے لوگ فائز ہوگئے ہیں جنہیں اس وقت بوجوہ امام المسلمین کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ رہے ان کے ارد گرد طواف و سعی کرنے والے حضرت مولانا قسم کے لوگ یا مسلم سیاسی قائدین تو ان کی حیثیت وفادار خادم اور خوشہ چیں سے زیادہ نہیں۔ بھلا جب ہماری قیادت پر غیر مسلموں کا قبضہ ہوجائے تو آپ یہ کیسے توقع کرسکتے ہیں کہ دینی بنیادوں پر ہمارے اتحاد کی کوئی کوشش کامیاب ہوجائے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم فریب نظر کا شکار نہ ہوں، کھلی آنکھوں سے ارد گرد کا جائزہ لیں اور حقیقت خواہ کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہو اس کے صحیح ادراک کے ذریعہ مستقبل کا راستہ تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ رہے سرکاری علماء اور سیاسی مسلمان تو یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ اس ملک میں مسلمان اپنی بنیادوں پر منظم ہوں یا ان کے اندر کسی واقعی حوصلہ مند قیادت کو فروغ حاصل ہو، اس لئے کہ ایسی صورت میں ان کا اپنا مستقبل تاریک ہوجاتا ہے۔

مکتوب اول سے مکتوب ثانی تک بہت سا پانی پل تلے بہہ چکا ہے۔ امت کا داخلی انتشار دشمنوں پر دن بدن عیاں ہوتا جاتا ہے۔ ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے جب ''مذہبی مقامات بل'' کے سلسلے میں میرٹھ میں دو مسلم جماعتوں نے الگ الگ احتجاجی جلوس منظم کئے۔ پہلا احتجاجی جلسہ جمعیت علمائے ہند نے منظم کیا۔ لہٰذا اس ''عظیم الشان'' مظاہرے سے تحریک پاکر ملی کونسل سے وابستہ افراد نے اس سے بھی کہیں زیادہ ''عظیم الشان'' مظاہرہ منعقد کرڈالا۔ دونوں گروپوں کی توجہ آپسی مسابقت پر مرکوز تھی۔ ملی حلقوں میں جو بات موضوع بحث تھی وہ یہ کہ کس کا مظاہرہ کتنا زیادہ 'کامیاب' تھا اور کس کے مظاہرے میں بھیڑ زیادہ تھی۔ گویا مذہبی بل نے ان قائدین کے لئے قیادت کی بھوک مٹانے کا کوئی موقع فراہم کردیا ہو۔ اس طرح کے تماشوں کو دشمن بڑی دلچسپی کے ساتھ دیکھتا ہے اور ان مضحکہ خیز تماشوں سے ہماری ہوا مزید اکھڑتی چلی جاتی ہے۔

عقل حیران ہے کہ ہماری نام نہاد قیادت کو آخر ہو کیا گیا ہے۔ کیا ہمیں حالات کی سنگینی کا بالکل ہی اندازہ نہیں؟ پھر آخر کیا بات ہے کہ ہم موت و حیات کے مسئلے پر بھی کوئی مشترکہ اور متحدہ قدم نہیں اٹھا پاتے۔ ہم اس بات کے لئے تو آمادہ ہوجاتے ہیں کہ اپنی ملی جدوجہد میں غیر مسلم جماعتوں اور ان کے قائدین کو ساتھ لیں۔ اس بارے میں تو ہم بڑے وسیع النظر واقع ہوئے ہیں کہ ہمارے خالص ملی معاملات میں اگر غیر مسلم قائدین بھی اپنا تعاون دینا چاہیں تو ہم اپنا اسٹیج ان کے حوالے کئے دیتے ہیں، لیکن کسی دوسری جماعت کے معتبر اور مستند مسلمان کو اپنی صفوں میں بٹھانے کا خیال ہمارے لئے ناقابل برداشت ہوجاتا ہے۔ لکھنؤ میں اسی مذکورہ بل کے سلسلے میں جمعیۃ العلمائے ہند نے جو مظاہرہ منظم کیا تھا اس میں خاص طور پر کانگریسی رہنما ارجن سنگھ کو پیش پیش رکھا گیا تھا۔ شاید یہ خیال ہو کہ کانگریس یا ارجن سنگھ کے وزن ڈال دینے سے ہمارا پلڑا جھک جائے گا۔ ہمیں نہیں معلوم آخر ملی اور دینی جدوجہد میں غیر مسلموں کو ساتھ لے کر لڑنے کے لئے شرعی جواز کیا ہے؟ ہمیں تو اتنا معلوم ہے کہ بدر کے موقع پر جب صحابہ کرام کی جماعت مدینہ سے نکل رہی تھی تو اس وقت ایک نامی گرامی جنگجو پہلوان جس نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا، مسلمانوں سے آملنے کا خواہشمند ہوا۔ ایک ایسے وقت میں جب مٹھی بھر مسلمانوں کی حیات و موت کا معاملہ ہو، جب خود اسلام کا مستقبل خطرہ میں گھر گیا ہو اور جس موقع پر رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرنی پڑی ہو کہ اے اللہ! آج اگر مٹھی بھر انسانوں کا یہ گروہ تباہ ہوگیا تو شاید قیامت تک اس سرزمین پر تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہو۔ ایک ایسی سنگین صورت حال میں بھی نامی گرامی جنگجو کافر کے تعاون کی پیشکش کو رسول اللہ نے یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ جب تم نظری طور پر ہم سے اتفاق نہیں کرتے تو تم ہماری صف میں شامل ہوکر ہماری طرف سے کیسے لڑ سکتے ہو؟ گوکہ خود اس جواب نے اس کے دل کو اسلام کے لئے کھول دیا، البتہ قیامت تک امت مسلمہ کے لئے یہ نظیر قائم ہوگئی کہ کفار و مشرکین کے بل بوتے پر وہ کوئی دینی اور ملی مہم جوئی کی سوچ بھی نہیں سکتی۔

اس وقت کفار و مشرکین میں سے جو لوگ مسلمانوں کی بہی خواہی اور ہمدردی کا دم بھرتے ہیں ان کی صداقت پر وہی لوگ ایمان لاسکتے ہیں جنہیں قرآنی فہم و دانش کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ یہی ارجن سنگھ جو آج آپ کی حمایت میں زمین و آسمان ایک کئے دیتے ہیں اپنے عہد حکمرانی میں مدھیہ پردیش میں ایک ایسے ہی بل کی بنیاد رکھ چکے ہیں، اور کیا یہ سچ نہیں کہ جس کانگریس کے تعاون سے آپ ''مذہبی تعمیراتی بل'' کا جوا اپنے کاندھوں سے اتار پھینکنا چاہتے ہیں اسی کانگریس کی زیر حکمراں ریاستیں مدھیہ پردیش اور راجستھان میں اسی قسم کا بل آج بھی نافذ العمل ہے۔ پھر ہماری عقل کو کیا ہوگیا ہے۔ ہمیں یہ بات سمجھ میں کیوں نہیں آتی کہ ارجن سنگھ ہوں یا ملائم سنگھ، لالو یادو ہوں یا کانشی رام یہ ہماری بہی خواہی کی جتنی بھی قسمیں کھائیں، یہ ہمارے نہیں ہوسکتے۔ اس کے برعکس ہماری دینی جماعتیں، ملی ادارے اور شخصیات، مخلص علمائے کرام اور عام مسلمان، خواہ ان کی زبانیں ہماری تنقید میں بے باک کیوں نہ ہوں، ہماری امت کا کوئی فرد خواہ وہ ہمیں پسند ہو یا نہیں، تمام اختلافات کے باوجود یہ دراصل ہمارے اپنے لوگ ہیں، ان کی قسمت ہماری قسمت سے وابستہ ہے اس لئے ہمیں معروف دشمن اسلام کو اپنے خیموں میں خوش آمدید کہنے کے بجائے اپنی امت کے ٹوٹے

چھوٹے لوگوں کو عزت و توقیر دینی ہوگی کہ یہی رویہ اس ملک میں ہماری اکھڑتی ساکھ کو دوبارہ بحال کر سکتا ہے۔

قائدین کانفرنس کے انعقاد کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ امت میں اپنی بنیادوں پر منظم ہونے کا حوصلہ پیدا ہو' ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے تئیں اس کے اعزاز و اکرام میں بچھا جائے' ہم اپنوں کے لئے ریشم سے بھی نرم اور کفار و مشرکین کے لئے فولاد سے بھی سخت ثابت ہوں۔

جب سے قائدین کانفرنس کی تیاری شروع ہوئی ہے ہمارے پاس بے شمار خطوط' ٹیلیفون اور دینی اداروں کے وفود کا ایک تانتا سا بندھ گیا ہے لیکن دوسری طرف سرکاری علماء اور کفار و مشرکین کے مسلمان حواریوں کے خیمے میں زبردست بے چینی ہے۔ جابجا ایسی کوششوں کی خبر بھی مل رہی ہے کہ قائدین کانفرنس کے انعقاد سے پہلے ہی کوئی ایسا ہنگامہ اسٹیج کیا جائے جس سے اس انقلابی کوشش پر غیر ضروری ہونے کا الزام عائد کیا جاسکے۔ لہٰذا بعض سیاسی پارٹیوں نے اپنے باریش خادموں کو اس کانفرنس کا جواب تیار کرنے کی ذمہ داری بھی سونپی ہے' لیکن ہمیں ان باتوں سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ کوئی بھی مہم جوئی بغیر پریشانیوں اور مشکلات کے سر نہیں کی جاتی' البتہ اب چونکہ امت کا شعور پہلے سے کہیں زیادہ بالغ ہوچکا ہے' مسلمان غیر مسلم سیاسی پارٹیوں کی اصل حقیقت سے واقف ہو چکے ہیں اور اب کفار و مشرکین کے سیاسی ایجنٹوں کے لئے بھی محض اپنے جبہ و دستار کے سہارے ہماری آنکھوں میں دھول جھونکنا شاید اتنا آسان نہیں رہا' اس لئے ہمیں توقع ہے کہ نظام جبر کی تمام تر مخالفت کے باوجود ہم امت کو اور اس کی مختلف سطح کی قیادت کو ان نکات پر متحد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جسے ہم اس وقت من حیث الامت حیات و موت کا مسئلہ سمجھتے ہیں۔

توقع ہے انشاء اللہ امت کی مختلف سطح کی قیادت' چھوٹی اور بڑی دینی جماعتوں کے نمائندے' مدارس کے ذمہ دار اور خدا ترس اہل دل کے وفود قائدین کانفرنس میں اپنی شرکت کے ذریعہ امت کے لئے ایک ایسا محضر نامہ تیار کریں گے جو جملہ مسالک اور مکاتب فکر کے لوگوں کے لئے یکساں قابل قبول ہوگا۔ ایک ایسا غیر متنازع منشور عمل جاری کیا جائے گا جس میں شیعہ سنی کی تمیز ختم ہو جائے گی' حنفی' وہابی' دیوبندی' بریلوی اور مقلد اور غیر مقلد کی بحث اپنے معنی کھو دے گی۔ ایک ایسا محضر نامہ وجود میں آئے گا جسے اس ملک میں اس امت کا مشترکہ ایجنڈا قرار دیا جاسکے اور جسے باہمی غور و فکر اور تبادلہ خیال کے بعد ایک منصوبہ عمل کی شکل دیا جانا ممکن ہو سکے گا۔ امت کی مشترکہ قیادت اپنے جسد واحد ہونے کا نہ صرف یہ کہ اقرار کرے گی بلکہ اس کے لئے عملی منصوبہ بھی وضع کرے گی۔ ہم مشترکہ طور پر یہ عہد کریں گے کہ اختلاف فکر و نظر کے باوجود امت کی تمام جماعتیں اور مکاتب فکر ایک جسد واحد کا حکم رکھتے ہیں۔ ہم آپس میں خواہ ایک دوسرے سے کتنا ہی اختلاف رکھیں البتہ ہماری کسی بھی جماعت یا دینی ادارے پر اگر دشمن ہاتھ ڈالتا ہے تو ہم سب اسے پوری امت پر حملہ تصور کرتے ہوئے متحدہ اور مشترکہ طور پر اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔

قائدین کانفرنس کی تفصیلات کو مسودات کی شکل دی جارہی ہے' ہم اپنے طور پر اس بات کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ منقسم ہندوستان میں قائدین امت کے اس سب سے بڑے اجتماع کو محض ایک جلسہ نہ بننے دیں بلکہ اس موقع پر ہمارا اجتماع اکرام مومن اور باہمی محبت کے وہ مظاہر سامنے لائے جو کہ پھر سے اسلاف کی یاد تازہ کردے۔ اور ہماری سہ روزہ غور و فکر اور افہام و تفہیم اس ملک میں ایک نئی صبح کا ابتدائیہ ثابت ہو۔

ہم ایک بار پھر آپ حضرات کے والہانہ تعاون کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ توقع ہے کہ نہ صرف یہ کہ کانفرنس کے انعقاد تک بلکہ اس کے بعد بھی آپ کے مفید مشورے اور رہنمائی ہمارے ساتھ رہے گی۔ کانفرنس کو مزید مفید بنانے کے لئے آپ سے جو کچھ بن پڑے ضرور کریں۔ اس سلسلے میں آپ کے مشوروں سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہم نے علی گڑھ کے مرکزی دفتر میں خصوصی طور پر ایک کانفرنس سکریٹریٹ قائم کردیا ہے جہاں آپ ٹیلیفون' فیکس' ای میل اور خطوط کے ذریعہ ہم سے فوری رابطہ فرما سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر آپ یہ سمجھتے ہوں کہ کسی خاص شخص یا دینی ادارے کے سربراہ کو بھی اس کانفرنس میں مدعو کرنا مفید ہوگا تو ان کے نام و پتہ سے ہمیں مطلع کرسکتے ہیں گو کہ ہم نے ہر قابل ذکر شخص کو اپنی فہرست میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے اغلب امکان تو یہ ہے کہ ان کا نام پہلے سے ہماری فہرست میں شامل ہوگا لیکن اگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہوا ہو تو اس کی تلافی ہو جائے گی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرے جو اس کے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لئے کوشاں ہیں۔

والسلام

آپ کا بھائی

راشد شاز

اس گشتی مراسلے کا مکمل متن جو ملک بھر میں تمام مکاتب فکر کے مسلم قائدین ودانشوران کو جنوری ۲۰۰۰ء میں ارسال کیا گیا۔

(مکتوب۔۱)

اس وقت ہندوستانی مسلمان جس کیفیت سے دوچار ہیں اس کی مثال یا تو مرحوم مسلم اسپین کی تاریخ میں ملتی ہے یا پھر ہٹلر کی جرمنی میں۔ حد تو یہ ہے کہ اب اس بے بس امت میں حالات کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا یارا بھی نہیں۔ ہم ہر محاذ پر بآسانی شکست قبول کرنے کے عادی سے ہو گئے ہیں۔ پانی سر سے اونچا ہو گیا ہے لیکن افسوس کہ ہم میں سے بہتوں کو اس سنگین صورت حال کا احساس بھی نہیں۔

حکومت ہماری بے بسی، انتشار اور پست ہمتی سے خوب واقف ہے۔ دشمنوں کو خوب معلوم ہے کہ وہ ہمارے خلاف کچھ بھی کر ڈالیں اب ہم میں مزاحمت کا کس بل بھی نہیں، اس لئے ہر روز ایک نیا فتنہ ہمارا منتظر رہتا ہے، نوبت بایں جا رسید کہ اتر پردیش کی حکومت نے اب مساجد و مدارس کے قیام پر بھی اپنے ایماء کی شرط عاید کر دی ہے۔ اس نئے قانون کے مطابق مقامی انتظامیہ کی اجازت کے بغیر مسلمانوں کے لئے اپنے خالص مذہبی اداروں کا قیام بھی ممکن نہ ہو سکے گا۔ حکومت جو پہلے ہی سے مدارس اور مساجد کو غیر ملکی گھس پیٹھیوں اور آئی ایس آئی کا اڈہ قرار دے رہی ہے، بھلا وہ مزید نئے اڈوں کے قیام کی اجازت کیونکر دے گی؟ نئے قانونی حیلے کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ اب اس ملک میں بے ضرر عبادت اور دین کو بطور فن پڑھنا پڑھانا بھی گوارہ نہیں۔ دوسری طرف حکومت مسلسل یہ دھمکی دے رہی ہے کہ ملک میں آئی ایس آئی کے ایجنڈوں کو قابو میں لانے کے لئے وہ بہت جلد ٹاڈا سے بھی خطرناک ایکٹ لانے والی ہے۔ ابھی پچھلے مرحوم ٹاڈا کے اسیروں کے آنسو بھی خشک نہیں ہونے پائے ہیں اور نہ ہی تمام ٹاڈا ملزمین کو پوری طرح رہائی ملی ہے، اور اب ایک دوسرے سخت تر قانون کی نوید سنائی جا رہی ہے۔ یہ بات ہر باخبر شخص پر عیاں ہے کہ پہلے بھی ٹاڈا کی زد مسلمانوں پر پڑی تھی اور یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ معمولی فرقہ وارانہ نوعیت کی جھڑپوں میں بھی غیر مسلموں کے لئے چھوٹی چھوٹی دفعات اور مسلمانوں کے لئے ٹاڈا اہل حکومت کی ترجیح رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ٹاڈا کے محروسین میں غالب اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ مسلمانوں میں جو لوگ بھی مزاحمت اور مدافعت کا حوصلہ رکھتے تھے انہیں اس سیاہ قانون کے ذریعہ قابو میں رکھنے کی کوشش کی گئی۔ اب نیا سیاہ قانون جسے سپر ٹاڈا کہا جا رہا ہے اس کی زد بھی مسلمانوں پر ہو گی۔ ایسا اس لئے بھی کہ میڈیا کے پروپیگنڈے کے مطابق ہمارے مساجد اور مدارس غیر ملکی تخریب کاروں کے اڈے بن گئے ہیں۔

ایک طرف تو مسلمانوں کو قابو میں لانے کے لئے قانون سازی کا سہارا لیا جا رہا ہے اور دوسری طرف سارے قانونی اور دستوری تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وشو ہندو پریشد اور اس جیسی دوسری فاشسٹ تنظیمیں رام مندر کے قیام کا مسلسل اعلان کر رہی ہیں اور یہ بھی بتا رہی ہیں کہ فلاں فلاں مقام پر تعمیری لوازمات کی تیاری کا کام جاری ہے۔ ادھر گجرات میں حکومت نے آر ایس ایس کے کارکنوں کے لئے اہم حکومتی اداروں اور پولیس کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ گویا یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جو لوگ اب تک سیکولرازم کی خیالی دنیا میں رہتے آئے ہیں انہیں اب ہندو انتہا پسندوں سے براہ راست معاملہ کرنا ہوگا۔ بعض مسلم حلقے بھارتی جنتا پارٹی سے براہ راست مذاکرات اور کانگریس کا دامن عافیت چھوڑ کر بی جے پی کے سایہ عاطفت میں پناہ لینے کی وکالت بھی کرنے لگے ہیں۔

گویا ہم چہار طرف سے دشمنوں کے نرغے میں ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ صرف بیس سال پہلے اس ملک میں یہ تصور کرنا مشکل تھا کہ ریاستی پولیس ہمارے مقدس مذہبی مقامات میں داخل ہو سکتی ہے۔ مسلمان جتنا بھی کمزور رہا ہو حکومت کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ ہمارے مذہبی مقامات کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے پولیس کے کارندے جب چاہیں ہمارے مدارس اور مساجد میں گھس آئیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب دیوبند میں باہمی جھگڑوں کو سلجھانے کے لئے پولیس داخل ہوئی تھی اس وقت پوری امت میں ایک کہرام مچ گیا تھا۔ آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ جب دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ میں تقریر کرتے ہوئے اس وقت کی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی نے یہ بات کہی تھی کہ ہم ہندوستانی مسلمانوں کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں تو اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کے مرد آہن مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے بانگ دہل یہ بات کہی تھی کہ "ہماری حفاظت کے لئے اللہ رب العزت کی ذات کافی ہے" تب ہمارا دبدبہ تھا۔ ساری کمزوریوں کے باوجود حکومت ہمارے اداروں پر ہاتھ ڈالنے سے ڈرتی تھی، اسے یہ اندازہ تھا کہ مسلمان مذہب کے معاملے میں انتہائی حساس واقع ہوئے ہیں۔ اگر دینی اداروں پر ہاتھ ڈالا گیا تو پوری امت اٹھ کھڑی ہوگی۔ پرسنل لاء کی تحریک میں ہم نے بڑی استقامت اور اتحاد کا مظاہرہ کیا تھا، ان باتوں سے دشمن پر ہمارا دبدبہ باقی تھا۔

لیکن افسوس کہ بابری مسجد کی تحریک میں ناعاقبت اندیش قائدین، مختلف کمیٹیوں کا قیام، بھانت بھانت کی باتیں اور آپسی جوتم پیزار سے ہماری ہوا اُکھڑ کر رہ گئی۔ صرف مسجد ہی شہید نہیں ہوئی بلکہ ہمارے اندر کا انتشار اور قیادت کی بزدلی بھی دشمنوں پر عیاں ہو گئی۔ حکومت نے ایک کے بعد دوسرے مسلم ادارے پر ہاتھ ڈالنے کی مہم جاری رکھی، یہاں تک کہ ہماری سب سے محترم شخصیت علی میاں مرحوم کا گھر بھی چھاپے سے محفوظ نہ رہ سکا۔ جب ایس آئی ایم کے دفتر پر چھاپہ پڑا تو ہم من حیث الامت خاموش رہے۔ مدراس کی تنظیم الامۃ پر مصیبت آئی تو ہمارے اندر سے کوئی آواز نہ اٹھی۔ ٹاڈا میں جو مسلم نوجوان بند کر دیئے گئے اس پر امت نے ملک گیر پیمانے پر کوئی عوامی تحریک چلانے کی ضرورت محسوس نہ کی، یہاں تک کہ ندوۃ العلماء بھی چھاپے کی زد میں آگیا، تب بھی اس امت نے کسی عوامی غیض وغضب اور اضطراب کا مظاہرہ نہ کیا۔ ان واقعات سے حکومت کو یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ مسلمان آپس میں انتہائی منتشر ہیں۔ اگر ایک گروہ پر ہاتھ ڈالا جائے تو دوسرا گروہ اس کی حمایت میں اٹھ کھڑا نہیں ہوتا۔ اگر ایک جماعت پر حملہ ہوتا ہے تو دوسری جماعت اسے اپنے اوپر حملہ

تصور نہیں کرتی۔ اس صورت حال سے حوصلہ پاکر اب دشمنوں نے پوری امت کو ملک دشمن باور کرانے کی مہم چھیڑ رکھی ہے۔ اب اس وقت مسلمانوں کا ہر ادارہ اس پروپیگنڈے کی زد میں ہے۔ یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس کا شاید اس سے پہلے اس امت کو سامنا نہیں تھا۔

خوف کی یہ صورتِ حال ہے کہ ہر ادارے اور دینی جماعت کو یہ دھڑ کا لگا ہے کہ نہ جانے کب پولیس کے کارندے اس کے ادارے میں گھس آئیں اور ان کے لوگوں کو آئی ایس آئی کا مفرور ایجنٹ بتا کر اٹھا لے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے جس میں کوئی مسلمان کسی دہشت گرد کاروائی میں ملوث نظر آتا ہے تو فوراً ہی تمام کے تمام مسلم قائدین یہ بتانے میں دیر نہیں لگاتے کہ اس آدمی کا ہم سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کہ ہم ایسے تمام لوگوں کی مذمت کرتے ہیں۔ کارگل میں جنگ کے موقع پر تو بعض دینی مدارس نے باضابطہ اپنے طلباء سے پاکستان کی مخالفت میں جلوس نکلوائے۔ گویا ہمیں اس ملک میں رہنے کے لئے کسی سے وطن پرستی کی سرٹیفکیٹ کی ضرورت پڑ گئی ہو۔ حالانکہ کسی اسٹیٹ فنڈیڈ یونیورسٹی کیمپس میں بھی اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈوں اور مظاہروں کی کوئی خبر نہیں ملی۔ ابھی ہائی جیکنگ کے مسئلے پر بھی مسلم قائدین کی طرف سے جس تابڑ توڑ پاکستان مخالف بیانات کا سلسلہ چلا، اس سے بھی یہی محسوس ہوتا تھا کہ ہم بہت ہی ڈرے سہمے کسی گلٹ کامپلیکس میں مبتلا ہیں۔ یہاں تک کہ گذشتہ دنوں بعض دینی جماعتوں نے ہندو سادھوؤں کے ساتھ اسامہ بن لادن کی مخالفت میں مارچ منعقد کیا، حالانکہ جس ہندوستان مخالف بیان کی وجہ سے یہ مارچ منعقد کیا گیا تھا، سرے سے ایسا کوئی بیان اسامہ نے دیا ہی نہیں تھا۔ ایک ڈری سہمی امت کے لئے اس بات کا کوئی موقع نہیں تھا کہ اس بیان کی تحقیق کرتی۔ عافیت اسی میں سمجھی گئی کہ ہندو دیش بھکتوں کی صف میں کھڑے ہو کر ہم بھی دیش بھکتی کا کوئی سرٹیفکیٹ حاصل کرلیں۔

یہ وہ صورت حال ہے جس سے اس وقت ہم دوچار ہیں۔ ہماری مثال ایک ایسی فوج کی ہے جس کے پاؤں میدان جنگ میں اکھڑ چکے ہوں۔ ہمارا انتشار اور ہماری کمزوری ہر خاص و عام پر عیاں ہو چکی ہے۔ دشمن کے دلوں سے ہمارا رعب و دبدبہ جاتا رہا ہے۔ ہماری مثال تاریک جنگل میں پھنسے ایک ایسے بے بس گروہ کی ہے جو مختلف سمت میں راستہ بنانے کی کوشش میں ہو۔ ہم میں سے ہر شخص ایک علاحدہ سمت میں قافلے کو لے چلنے کا خواہاں ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ کسی طرف کوئی راستہ نہیں بن پاتا۔ اے کاش کہ یہ امت کسی ایک سمت میں اپنی توانائیاں خرچ کرتی، تو دیر نہ سویر ہم تاریک جنگلوں سے نکلنے میں کامیاب ہوجاتے۔ مشترکہ اجتماعی کوشش میں اللہ کی نصرت کی نوید ہے "ید اللہ علی الجماعۃ"، لیکن افسوس کہ ہم میں سے ہر شخص نے اپنے ارد گرد چند حواریوں کے جھنڈ کو جماعت کا نام دے رکھا ہے۔

اب اگر اس ملک میں امت اسلامیہ کے مستقبل کی ہمیں فکر ہے تو اوّلین فرصت میں ایک متحدہ امت کی حیثیت کو دوبارہ بحال کرنا ہوگا۔ آپس میں ہمارے درمیان فکر و نظر کا خواہ کتنا ہی سنگین اختلاف کیوں نہ ہو، ہمیں اس بات کو ثابت کرنا ہوگا کہ ہم اپنے سارے اختلافات کے باوجود اس ملک میں آخری نبی ﷺ کی وراثت کے امین ہیں۔ آپس میں ہم ایک دوسرے کے خلاف تنقید و تبصرے میں خواہ کتنے ہی بیباک کیوں نہ ہوں، دشمن کے مقابلے میں ہم سب ایک ہیں۔ گویا اس وقت ایک متحدہ مسلم قیادت کی اس امت کو جتنی ضرورت ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ یہی وہ عمل ہے جو اس ملک میں ہمارے اکھڑتے قدم دوبارہ جما سکتا ہے۔

ہمارے درمیان علی میاںؒ کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی رحمت رکھی تھی۔ وہ متفقہ طور پر ہندوستانی مسلمانوں کی آبرو سمجھے جاتے تھے۔ بڑے سے بڑے نزاعی مسئلے پر آپ کی موجودگی ایک متحدہ موقف کی ضمانت ہوتی تھی، افسوس کہ اب وہ ذات ہمارے درمیان نہیں رہی۔ مسلم پرسنل لاء بورڈ کو آپ ہی کی وجہ سے ایک متحدہ قیادت کی حیثیت حاصل ہوگئی تھی۔ گو کہ مسلمانوں میں اجتماعی قیادت کی دعویدار اور بھی تنظیمیں موجود تھیں لیکن جو اعتبار علی میاںؒ کی ذات نے پرسنل لاء بورڈ کو دے رکھا تھا وہ کسی اور فورم کو حاصل نہ تھا۔ اب آپ کے وصال سے پرسنل لاء بورڈ کی وہ علامتی حیثیت بھی جاتی رہی ہے۔ اب بورڈ بھی اپنی قیادت علیا کے لئے افسوس کہ اسی جوڑ توڑ اور چپقلش کا شکار ہوگیا ہے جو دوسرے متحدہ مسلم محاذوں کا طرۂ امتیاز ہے۔

ہمارے خیال میں ہندوستانی مسلمانوں کو نئی صورت کا مقابلہ کرنے کے لئے فی الفور چند اقدامات کی ضرورت ہے۔

(۱) ایک متحدہ اور متفقہ قیادت کی تشکیل جس کی پشت پر امت کے تمام ہی قابل ذکر افراد اور انجمنیں موجود ہوں۔

(۲) مسلم جماعتوں اور دینی اداروں کا ایک کل ہند بورڈ تشکیل دیا جائے اور ہر جماعت کسی بھی جماعت پر بیرونی حملے کو اپنے اوپر حملہ گردانے۔

(۳) متحدہ قیادت کے زیر اہتمام بااثر قائدین کی ایک ایسی ٹیم بنائی جائے جو حکومت کی طرف سے ہونے والی چھیڑ چھاڑ پر نہ صرف یہ کہ نگاہ رکھے بلکہ اس کی قانونی اور دستوری سد باب کے لئے ہمہ گیر عوامی تحریک کی ترجیحات بھی متعین کرے۔

اس وقت ہندوستان میں چار ایسے ملک گیر فورم موجود ہیں جنہیں ہندوستانی مسلمانوں کی اجتماعی قیادت کا دعویٰ ہے یا کم از کم جن کے قیام کا مقصد یہی رہا ہے۔ یہ چار ادارے ہیں: مسلم پرسنل لاء بورڈ، ملی کونسل، ملی پارلیامنٹ اور مسلم مجلس مشاورت ---ان چاروں کا دعویٰ اپنی جگہ، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان فورم کی حیثیت بھی عام جماعتوں کی سی ہو کر رہ گئی ہے۔ ان چاروں فورم میں مختلف اداروں، جماعتوں اور مسلک کے لوگ تو ضرور موجود ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی ہندوستانی مسلمانوں کی نمائندہ قیادت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

جدید دنیا میں بڑی بڑی تجارتی فرمیں اپنے مفاد کی حفاظت کے لئے آپس میں ضم ہوجاتی ہیں۔ بازار کا دباؤ اتنا سخت ہوتا ہے کہ اگر وہ مشترکہ طور پر اپنے مقابل کا مقابلہ نہ کریں تو آنے والے دنوں میں ان کا زندہ رہنا مشکل ہوجائے گا۔ جب تجارتی ادارے اپنی بقاء کے لئے باہم شیر و شکر ہو کر ضم ہوجاتے ہوں تو کیا ہندوستانی مسلمان

اپنی بقاء کے لئے اور اللہ کی رضا کے حصول کے لئے آپس میں شیر وشکر نہیں ہو سکتے؟ بالخصوص ایک ایسی صورت حال میں جب ہمارے انتشار نے ہماری ہوا اکھاڑ دی ہو' دشمن ہم پر چہار طرف سے حملہ آور ہو' کیا ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ ہم ایک متفقہ اور متحدہ قیادت کی تلاش میں اپنی محبوب جماعتوں اور انجمنوں کا بینر لپیٹ کر رکھ دیں؟ اگر مشترکہ قیادت کی دعویدار یہ چار انجمنیں اور ان سے وابستہ لوگ ایک نئی صبح کا پیغام سنانے کے لئے میدان میں آسکیں تو یہ اس امت پر ہمارے قائدین کا بڑا احسان ہوگا۔

حالات انتہائی نازک ہیں' اب بھی اگر ہم نے پہلو تہی کی اور اپنی دنیا میں مگن رہے تو دیر یا سویر آپ پر بھی دشمن کا پنجہ آپڑے گا اور جب آپ کو واقعی اس سنگینی کا احساس ہوگا تب بہت دیر ہو چکی ہوگی کہ تب تک آپ کی حمایت میں اٹھنے والے دوسرے ہاتھ یا تو کٹ چکے ہوں گے یا ان کا کس بل جاتا رہا ہوگا۔ جرمنی میں یہودیوں کی نسل کشی اور اسپین سے مسلمانوں کے انخلاء کی تاریخ اگر آپ کے سامنے ہو تو ہمیں یہ سمجھنے میں دشواری نہیں ہونی چاہئے کہ ہم کس مستقبل کی طرف ہنکائے جارہے ہیں۔

صورت حال کی اسی سنگینی کے پیش نظر ہم نے یہ طے کیا ہے کہ مسلم پرسنل لاء بورڈ' ملی کونسل' مسلم مجلس مشاورت اور ملی پارلیامنٹ سے وابستہ تمام ہی دردمند مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ اگر ممکن ہو تو فی الفور ان چاروں انجمنوں کو ایک بینر کے تحت منظم کیا جائے اور اگر مناسب سمجھیں تو امت کے دوسرے گروہوں میں بھی جہاں جہاں جو کوئی دردمند دل دکھے اسے یکجا کر کے علامتی طور پر ہی سہی ایک متحدہ قیادت کا ڈول ڈالا جائے۔ یہ چاروں فورم تحلیل کر دیئے جائیں اور اگر یہ ممکن ہو تو موجودہ منظم جماعتیں بھی اپنے آپ کو تحلیل کر کے ایک نئی شیرازہ بندی کے لئے خود کو تیار کریں۔ اگر کفر کی مختلف پارٹیاں ایک Minimum پروگرام پر متحد ہو سکتی ہیں تو ایک قرآن' ایک رسولؐ اور ایک پروگرام رکھنے والی امت از سر نو اپنی شیرازہ بندی کیوں نہیں کر سکتی؟ گو کہ یہ ایک مشکل کام معلوم ہوتا ہے لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس ملک میں اپنے اکھڑتے قدموں کو جمانے کے لئے ہم گروہی حصار سے آزاد ہو کر اجتماعی طور پر کچھ کر گزرنے کے لئے کمر کس لیں۔

یاد رکھئے کفر خواہ کتنا ہی منظم' مستحکم اور مسلح کیوں نہ ہو اس کے اندر اہل ایمان کے مقابلے کی تاب نہیں۔ ہم نے تاریخ میں جب بھی شکست کا سامنا کیا ہے اس کی وجہ ہمارا اپنا داخلی انتشار رہا ہے۔ اس گئی گزری حالت میں بھی جب ہندوستانی مسلمانوں پر چہار طرف سے شکنجہ کسا جارہا ہے' اگر مسلمانوں کی یہ چار مؤقر انجمنیں اپنے انضمام کا اعلان کر کے مسلمانوں کے جسد واحد ہونے کا تاثر عام کر سکیں تو کفر کے خیمے میں سخت مایوسی چھا جائے گی' ہماری مشترکہ جدوجہد پر اللہ کی نصرت کا سایہ ہوگا' پوری امت ید اللہ علی الجماعۃ کا مصداق ہوگی۔ پھر دنیا کی کس قوت میں یہ حوصلہ ہے کہ وہ اللہ کے ہاتھ سے ٹکر لینے کی سوچ سکے؟ اگر اس ملک میں امت کا کوئی مستقبل ہے تو ہمارے خیال میں اس کا راستہ اسی متحدہ فورم سے ہو کر گزرتا ہے' اس کے برعکس اگر ہم اب بھی اپنی جماعت' اپنے گروہ اور اپنے حضرت کی مدح سرائی میں مصروف رہے تو آنے والے دنوں میں نہ ہماری جماعت باقی رہے گی اور نہ آپ کی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب کے سب اپنے حضرت کی کبریائی سے دست بردار ہو کر اللہ کی کبریائی کا علم تھام لیں۔ اگر یہ چار مذکورہ انجمنیں امت کو ایک متحدہ قیادت' خواہ اس کی حیثیت علامتی ہی کیوں نہ ہو' کی نوید سنا سکیں تو اس ملک میں چشم زدن میں ہماری تاریخ ایک نیا موڑ لے سکتی ہے۔

چوں کہ اس عمل سے امت کا مفاد اور مستقبل وابستہ ہے اس لئے ہم نے طے کیا ہے کہ ایک ایسے متحدہ فورم کی تشکیل کے لئے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جائے۔ اس سلسلے میں پہلے مرحلے کے طور پر ان چار انجمنوں کے علاوہ دیگر مؤقر شخصیات اور دینی جماعتوں میں موجود وسیع النظر اور دردمند لوگوں کا دہلی میں فی الفور ایک اجلاس منعقد کیا جائے جس میں امت کی تشکیل نو کا ایک تفصیلی خاکہ تیار پائے اور پھر اس کی تنفیذ کے لئے ہر ممکن وسائل فراہم کئے جائیں۔ اب بھی اس امت میں کوئی درجن بھر ایسی شخصیات تو ضرور ہیں جن کی ذات پر ایک علامتی قیادت کی بات سوچی جاسکتی ہے' البتہ یہ علامتی قیادت اسی وقت کامیاب ہوگی جب ہماری مشترکہ قیادت اس کے پلڑے میں اپنا وزن ڈالنے کو تیار ہو اور جب اس کے ایک ابرو و اشارے پر پوری امت خوش دلی سے حرکت میں آنے کو تیار ہو۔

ہم نے ایسے لوگوں کی دریافت اور ان کے بارے میں اتفاق کی فضا پیدا کرنے کے لئے گفت وشنید اور سفارت کاری کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ یہ قیادت کسی خاص حلقے کی نمائندگی کرنے کے بجائے تمام امت کے لئے قابل قبول ہو۔ اس مقصد کے لئے ہم علامتی شخصیت کے ارد گرد ایسے لوگوں کی بھی مشاورت اکٹھی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے یہ تاثر زائل ہو سکے کہ ہماری نئی متحدہ علامتی قیادت پر کسی خاص فکر' مسلک' گروہ یا جماعت کا سایہ گہرا ہے۔

دہلی میں اس عظیم مقصد کے لئے جو کانفرنس بلائی جارہی ہے اس میں کوشش کی جائے گی کہ کوئی بھی قابل ذکر گروہ چھوٹنے نہ پائے۔ ہم نے اپنی معلومات اور استطاعت کی حد تک ہر شخص تک پہنچنے کی کوشش کی ہے لیکن کسی وجہ سے اگر کوئی اہم نام شامل ہونے سے رہ گیا ہو تو اس کی اطلاع دے کر ہمارا تعاون فرمائیں۔ ہمیں اندازہ ہے کہ کچھ دنیادار اور بے حس قسم کے لوگ اس عظیم مہم کو ناکام کرنے کی کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے۔ حکومت بعض درباری علماء کی مدد سے کسی ایسی کوشش کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرے گی لیکن مسئلہ چونکہ امت کی بقا کا ہے' ہم موت وحیات کی جنگ لڑ رہے ہیں اس لئے کسی بھی اندیشے سے خوف زدہ ہو کر اس مہم کو مؤخر نہیں کیا جائے گا۔

امت کے تئیں آپ کی فکر مندی کے پیش نظر ہمیں توقع ہے کہ آپ اس مہم میں سرگرم اور قائدانہ رول ادا کریں گے۔ دہلی کے اجلاس میں آپ کی شرکت ہمارے لئے تقویت کا باعث ہوگی۔ اس سلسلے میں آپ کے گراں قدر مشوروں کا بھی ہمیں انتظار ہے۔ خدا کرے کہ ہماری ٹوٹی پھوٹی کوششیں اس ملک میں مسلمانوں کو ایک نئی صبح کا پیغام دے سکیں۔

والسلام

آپ کا بھائی

راشد شاز

انقلابی مشن کی تفہیم و تشریح کے لئے

ملی پبلی کیشنز کی چند اہم مطبوعات

ہندوستانی مسلمان: ایام گم گشتہ کے پچاس برس

گذشتہ پچاس برسوں میں ہندوستانی مسلمانوں نے کیا کھویا' کیا پایا؟ سیکولرازم کی اذیت گاہ سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟

ہندوستانی مسلمان گذشتہ پچاس برسوں سے سیکولر ڈیموکریسی کے جہنم میں موت موت زندگی کے دن گن رہے ہیں۔ اب جمہور امت کو اس بات کا شعور بھی نہیں کہ اسلام ان سے جس زندگی کا طالب ہے وہ ایک بے بس اقلیت کی زندگی نہیں ہے' بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اس کے ماننے والے اس سرزمین پر اللہ کے کلمہ کی سربلندی اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے نفاذ کے لئے اپنا سب کچھ لٹادیں۔

آج آخری رسول کی امت مختلف کفار و مشرکین کے خیموں میں بٹ گئی ہے اور بڑے ذوق سے غیر اسلامی ایجنڈے کے لئے سرگرم عمل ہے۔ نظری اور عملی ارتداد کی یہی وہ صورت حال ہے جس پر اس کتاب میں بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب ہمارے پچاس سال سالہ سیاسی رویے پر ایک سوالیہ نشان لگاتی ہے اور کھلی آنکھوں سے اردگرد کے مشاہدے کی دعوت دیتی ہے۔

خلافت: تمام مسائل کا حل

خلافت کے بارے میں فقہی مباحث پر مشتمل ایک مختصر مگر جامع تحریر جسے مستند علماء کے ایک بورڈ نے ترتیب دیا ہے۔ فی زمانہ جب احیائے خلافت کے نعرے سے دشمن قومیں پریشان اور خوفزدہ ہیں' اس بات کی منصوبہ بند کوشش کی جارہی ہے کہ خلافت کو مسلمانوں کے درمیان نزاع کا موضوع بنادیا جائے۔

بعض بھولے بھالے مسلمان اس مغالطے کا شکار بھی ہوگئے ہیں کہ خلافت شاید ہمارا بنیادی ایجنڈا نہیں ہے اور بعض لوگ قیام خلافت کے فریضے کو ایمان اور عقیدے سے جوڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔ دشمنوں کی طرف سے پھیلائی جانے والی ان غلط فہمیوں کے ازالے کے لئے علماء کے ایک حلقے نے ضروری سمجھا کہ اس مسئلے پر کتاب و سنت کے بنیادی مباحث اور قرن اوّل میں اس کے نظری اور عملی پہلوؤں پر تفصیلی دلائل عام مسلمانوں کے سامنے رکھے جائیں۔ الحمدللہ یہ مختصر سا کتابچہ اپنے مقصد کے حصول میں انتہائی کامیاب ہے۔ اس سے مسئلہ خلافت کو سمجھنے میں خاطرخواہ مدد ملے گی۔

آرڈر فــــارم

۱۔	ہندوستانی مسلمان: ایام گم گشتہ کے پچاس برس	250.00
۲۔	مسلم سیاسی پارٹی	15.00
۳۔	ہندوستانی مسلمان: فکری اور عملی ارتداد کی زد میں	10.00
۴۔	خلافت: تمام مسائل کا حل	15.00
۵۔	اسلامی انقلاب کا طریقہ کار	10.00
۶۔	مسلم خواتین کا منشور	10.00
۷۔	غلبہ اسلام	35.00
۸۔	ایمانی سیاست کی راہ	8.00
۹۔	مسلم منشور	5.00
۱۰۔	نئے مستقبل کی تلاش	5.00

3.	Milli Parliament	Rs.5.00
4.	The Muslim Manifesto	Rs.5.00
5.	Search for a Just Political Alternative	Rs.3.00

زیر طبع

۱۔	سیرت ابن اسحاق	
۲۔	شکنجۂ یہود	
۳۔	The Islamic State	
۴۔	How the Khilafah was Destroyed	

آج ہی بذریعہ وی پی طلب فرمائیں یا قریبی بک سیلر سے رجوع کریں:

Address: Milli Times Building, Abul Fazl Enclave, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110025
Tel.: 6926246 Email: militime@del3.vsnl.net.in

RNI # 57337/94 DL No. 11316/2000 **May 2000** Re. 1/-

آپ سنّی ہوں یا شیعہ، دیوبندی ہوں یا بریلوی، مقلد ہوں یا غیر مقلد، جماعتی ہوں یا غیر جماعتی،
دشمن کا حصار آپ کے گرد سخت ہوتا جارہا ہے۔
ایک متحدہ جدوجہد کے بغیر ہندوستانی مسلمانوں کا اس ملک میں کوئی مستقبل نہیں ہے۔
الحمد للہ کہ حالات کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے بعض خدا ترس علماء اور قائدین کی ایماء پر ایک کل ہند

قائدین امّت کانفرنس

کا انعقاد عمل میں آرہا ہے۔ منقسم ہندوستان میں پہلی بار اتنی بڑی تعداد میں امت کے صلحاء و قائدین
اور تمام ہی دینی انجمنوں کے نمائندے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو رہے ہیں
یاد رکھئے! ہمارے اتحاد کی ایک آواز دشمن کے خیمے میں زبردست مایوسی پیدا کر سکتی ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ

اگر آپ...

- کسی سطح پر اُمت میں قیادت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔
- کسی مسلم ادارے کے روحِ رواں ہیں۔
- کسی دینی مدرسے کے منتظم یا جامع مسجد کے امام ہیں۔
- اُمت کی فلاح و بہبود کے لئے کسی منظم جدوجہد کی رہنمائی فرمارہے ہیں۔
- کسی مسلم اخبار کے مدیر یا اسلامی مصنف ہیں۔

... تو آپ بھی اس ملک گیر کانفرنس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے ہمارا دعوت نامہ آپ تک نہ پہنچا ہو
تو بلا تکلف ہم سے رابطہ کیجئے:

قائدین اُمّت کانفرنس، ملی پارلیامنٹ بلڈنگ
4/1176-D, New Sir Syed Nagar, Aligarh-202002 (U.P.) India
Tel. +91-0571-500629 Telefax: +91-0571-400182

یا دہلی کے دفتر سے رابطہ کریں:
Milli Times Building, Abul Fazl Enclave, Jamia Nagar, New Delhi-110025
Tel. +91-11-6926246 Telefax: 6926246
Email: militime@del3.vsnl.net.in

Printed at Tej Press, 8-B, Bahadurshah Zafar Marg, New Delhi-2 by Editor Rashid Shaz for Peace India International & Published from Milli Times, Abul Fazl Enclave, Jamia Nagar, New Delhi-25